باسمہ تعالیٰ ۷۹۷ر ن

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱): نمازِ عیدین میں تکبیرات زوائد کا کیا حکم ہے؟

(۲): پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیرات زوائد کہنا واجب ہے یا صرف مستحب؟

(۳): اگر واجب ہے تو اس کے ترک سے سجدہ سہو کا حکم ہوگا یا نہیں؟

(۴): تاخیر واجب کی وہ مقدار کیا ہے، جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے؟

(۵): عیدین میں اگر مجمع مختصر ہو تو سجدہ سہو کا کیا حکم ہے؟

(۶): احناف کے نزدیک عیدین میں موالاۃ بین القراء تین کا کیا حکم ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟

(۷): موالاۃ بین القراء تین کی ضد، جو خلاف مستحب ہے، اس کا مصداق کیا ہے؟

(۸): کیا موالاۃ بین القراء تین کی ضد میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت کے بعد کہی جائیں اور دوسری میں بھی قراءت کے بعد؟

(۹): علامہ سید احمد طحطاویؒ نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور دوسری میں قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہنا مندوب ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیرات کہنا واجب نہیں ہے۔ حاشیہ مراقی الفلاح کی عبارت حسب ذیل ہے:

قوله: "ويجب تكبيرات العيدين": وهي ثلاث في كل ركعة، وأما كونها في الأولى قبل القراءة وفي الثانية بعدها فمندوب فقط (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، فصل في بيان واجب الصلاة، ص: ۲۵۲، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

امید ہے کہ درج بالا سوالوں کا تشفی بخش جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی

محمد زکریا القاسمی الہشامی، غفرلہٗ

نائب مفتی وقاضی ملک ہشام، عربستان

وخادم التدریس واستاذ حدیث جامع ابن عبدالعزیز، ہشام

وہاٹس ایپ نمبر: +919405706275

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲۲۳ ارتمہ ر ن ۱۴۴۴ھ

الجواب وباللہ التوفیق:۔(۱): نمازِ عیدین میں تکبیرات زوائد واجب ہیں اور وہ کل چھ ہیں، جن میں سے تین پہلی رکعت میں کہی جائیں گی اور تین دوسری رکعت میں اور ان (چھ) میں سے ہر تکبیر، مستقل واجب ہے۔

قوله: "وتكبيرات العيدين": هي ست تكبيرات، في كل ركعة ثلاثة. قوله: "وكذا أحدها": أفاد أن

كل تكبيرة واجب مستقل، ط (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۲: ۱٦۳، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ۳: ۲۲۱، ت: الفرفور، ط: دمشق).

(۲،۳): نمازِ عیدین میں جس طرح تکبیرات زوائد کہنا واجب ہے، اسی طرح پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا بھی واجب ہے؛ لہٰذا اگر کسی امام نے پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر قراءت شروع کردی اور پوری سورہ فاتحہ پڑھ کر یا سورہ فاتحہ کی تین، چار آیتیں پڑھ کر یاد آیا تو وہ پہلے تکبیرات زوائد کہے گا، پھر از سرِ نو دوبارہ قراءت کرے گا۔ اور اگر ضمِ سورۃ کے بعد یاد آیا تو قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہے گا اور دونوں صورتوں میں (اگر مجمع زیادہ نہ ہو تو) سجدہ سہو بھی واجب ہوگا جیسا کہ کسی رکعت کی تینوں یا ایک، دو تکبیرات زوائد بالکل بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

الف: علامہ سرخسیؒ نے مبسوط میں اور علامہ کاسانیؒ بدائع میں فرمایا:

اگر کسی نے (فرض) نماز کی پہلی (یا دوسری رکعت میں یا واجب یا نفل نماز کی کسی بھی) رکعت میں سورہ فاتحہ بھول کر سورت شروع کردی اور ایک، دو آیتیں پڑھنے کے بعد یاد آیا تو وہ، سورت چھوڑ کر پہلے سورہ فاتحہ پڑھے، پھر کوئی سورت پڑھے؛ کیوں کہ سورہ فاتحہ کا نام فاتحہ اسی لیے رکھا گیا ہے کہ نماز میں قراءت کا آغاز اسی سے ہوتا ہے؛ لہٰذا جب وہ بروقت یاد آ گئی تو ترتیب کی رعایت ضروری ہوگی، جیسا کہ اگر کوئی شخص (نمازِ عید کی پہلی رکعت میں) تکبیرات زوائد بھول کر قراءت شروع کردے اور کچھ دیر کے بعد یاد آئے تو وہ قراءت چھوڑ کر پہلے تکبیرات زوائد کہے گا، پھر دوبارہ قراءت کرے گا اور اس پر سجدہ سہو بھی واجب ہوگا؛ کیوں کہ قراءت میں ترتیب واجب ہے؛ لہٰذا اس کے ترک سے نماز میں نقص لازم ہوگا، جس کی تلافی اور ازالہ کے لیے سجدہ سہو ضروری ہوگا۔

قال: **(وإن سها عن فاتحة الكتاب في الركعة الأولى وبدأ بغيرها، فلما قرأ بعض السورة تذكر، يعود فيقرأ بفاتحة الكتاب، ثم السورة)**؛ **لأن الفاتحة سميت فاتحة الكتاب لافتتاح القراءة بها في الصلاة، فإذا تذكر في محله كان عليه مراعاة الترتيب، <u>كما لو سها عن تكبيرات العيد حتى اشتغل بالقراءة، ثم تذكر عاد إلى التكبيرات ثم القراءة بعدها</u>، وعليه سجدتا السهو؛ لأن الترتيب في القراءة واجب، فبتركه يتمكن النقصان** (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، ۱: ۲۲۰، ۲۲۱، ط: دار المعرفة، بيروت).

ولو ترك الفاتحة في الركعة الأولى وبدأ بغيرها، فلما قرأ بعض السورة تذكر يعود، فيقرأ بفاتحة الكتاب ثم السورة؛ لأن الفاتحة سميت فاتحة لافتتاح القراءة بها في الصلاة، فإذا تذكر في محلها كان عليه مراعاة الترتيب <u>كما لو سها عن تكبيرات العيد حتى اشتغل بالقراءة، ثم تذكر أنه لم يكبر يعود إلى التكبيرات ويقرأ بعدها</u>، كذا هذا (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، ۲: ۲٤٦، ۲٤۷، ط: دار الحديث، القاهرة).

علامہ سرخسیؒ اور علامہ کاسانیؒ دونوں کی مذکورہ بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد اور قراءت میں اسی طرح ترتیب واجب ہے، جس طرح عام نمازوں میں سورہ فاتحہ اور ضمِ سورۃ کے درمیان ترتیب واجب ہے؛ لہٰذا دونوں جگہ ترتیب کی خلاف ورزی پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

ب: علامہ رضی الدین سرخسیؒ نے محیط رضوی میں صراحت فرمائی ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد کا اصل محل

اوروقت، قراءت سے پہلے ہے؛ لہٰذا اگر کوئی قراءت سے پہلے تکبیرات زوائد کہنا بھول جاتا ہے اور قراءت کے بعد کہتا ہے تو یہ قضا شمار ہوں گی، ادا نہیں۔

صراحت بالا سے بھی معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیرات زوائد کہنا واجب ہے۔

وما أتى من التكبيرات بعد القراءة وقع قضاء لفواتها عن وقتها، **وهو ما قبل القراءة**، والقضاء يلتحق بمحله، فلا يصير متوالياً بين التكبيرات حكماً **كما لو ترك الكل في الابتداء وقضاها بعد القراءة** (المحيط الرضوي، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ١: ٩٢/ ألف، ب، مخطوط).

ج: علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں محیط رضوی اور فتح القدیر وغیرہ کے ایک جزئیہ کی روشنی میں یہی فرمایا ہے۔

اور وہ جزئیہ یہ ہے کہ اگر امام نے (نماز عید کی پہلی رکعت میں) بھول کر (تکبیرات زوائد سے پہلے) قراءت شروع کردی اور سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کے بعد یاد آیا تو تکبیرات زوائد کہہ کر نماز جاری رکھے، تکبیرات زوائد کے بعد قراءت کا اعادہ نہ کرے۔ اور اگر اس نے صرف سورہ فاتحہ پڑھی تھی تو تکبیرات زوائد کہہ کر قراءت کا اعادہ کرے؛ کیوں کہ قراءت جب مکمل نہیں ہوئی تو یہ قراءت کی تکمیل سے رکنا ہے، فرض چھوڑنا نہیں ہے۔

علامہ شامیؒ نے فرمایا کہ اس جزئیہ کا ظاہر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیرات زوائد کہنا واجب ہے؛ ورنہ تکبیرات زوائد کے لیے سورہ فاتحہ پڑھ کر یا اُسے پڑھتے ہوئے قراءت چھوڑنے کی اجازت نہ ہوتی۔ نیز فرمایا کہ اس کی تائید اس جزئیہ سے بھی ہوتی ہے جو ہم باب صفة الصلاة میں ذکر کرکے آئے ہیں، یعنی: اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا، تعوذ اور تسمیہ بھول جائے اور قراءت شروع کردے تو اعادے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ ثنا، تعوذ اور تسمیہ کا محل وموقع ہاتھ سے نکل گیا، نیز یہ چیزیں سنت ہیں۔ اور اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ بھول کر سورت شروع کردے تو یاد آنے پر وہ سورہ فاتحہ پڑھ کر سورت کا اعادہ کرے؛ کیوں کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، محض سنت نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا واجب ہے۔

في البحر عن المحيط [لرضي الدين السرخسي، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ١: ٩٢/ ألف، مخطوط]: **إن بدأ الإمام بالقراءة سهوا فتذكر بعد الفاتحة والسورة يمضي في صلاته، وإن لم يقرأ إلا الفاتحة كبر وأعاد القراءة لزوما؛ لأن القراءة إذا لم تتم كان امتناعا من الإتمام لا رفضا للفرض اهـ، ونحوه في الفتح وغيره، وظاهره أن تقديم التكبير على القراءة واجب، وإلا لم ترفض الفاتحة لأجله، يؤيده ما قدمناه في باب صفة الصلاة من أنه إن كبر وبدأ بالقراءة ونسي الثناء والتعوذ والتسمية لا يعيد لفوات محلها، وقد يجاب بأن العود إلى التكبير قبل تمام القراءة ليس لأجل المستحب الذي هو الموالاة؛ بل لأجل استدراك الواجب الذى هو التكبير؛ لأنه لم يشرع في الركعة الأولى بعد القراءة بدليل أنه لو تذكره بعد قراءة السورة يتركه، فكان مثل ما لو نسي الفاتحة وشرع في السورة ثم تذكر يترك السورة ويقرأ الفاتحة لوجوبها بخلاف الثناء والتعوذ والتسمية، والله أعلم** (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ٣: ٥٥، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٥: ١٢٥، ت: الفرفور، ط: دمشق).

وتمام العبارة عن المحيط الرضوي هكذا:

وإذا كان الإمام يرى تكبير ابن مسعودؓ فبدأ بالقراءة سهوا ثم تذكر، فإن فرغ من قراءة الفاتحة والسورة يكبر ويمضي في صلاته؛ لأن محل التكبير قائم من كل وجه، والتكبير واجب فلا ينقض فرض القراءة

لأجله، ولو تذكر ولم يقرأ إلا الفاتحة كبر وأعاد القراءة؛ لأن القراءة إذا لم يتم كان التكبير امتناعاً عن الإتمام لا أنه رفض القراءة، ولما حصل الامتناع عن القراءة يلزمه إعادتها تتميماً لها ورفعاً للنقصان المتمكن فيها، وهذا كما لو تذكر سجدة تلاوة في الركوع فخر ساجداً بعيد الركوع؛ لأنه تمكن نقص فيه، فكذا هذا، ومتى أعاد الفاتحة يرتفض الأولى بالثانية ضرورة؛ لأن الثانية أكمل من الأولى، فلا يؤدي إلى تكرارها في ركعة واحدة معنىً كما في سجدة التلاوة (المحيط الرضوي، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ۱: ۹۲/ ألف، مخطوط).

د: دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا بھی جائز ہے اور قراءت کے بعد بھی؛ البتہ احناف کے نزدیک افضل قراءت کے بعد کہنا ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قراءت سے پہلے۔ اب اگر پہلی رکعت میں قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہنے کی اجازت ہو تو دونوں رکعت کی تکبیرات زوائد میں موالات ہوسکتی ہے۔ اور وہ اس طور پر کہ پہلی رکعت میں قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہی جائیں اور دوسری میں قراءت سے پہلے، اس صورت میں دونوں رکعت کی تکبیرات زوائد میں موالات پائی جائے گی؛ جب کہ یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اور درست بھی نہیں ہے؛ اسی لیے ایک رکعت کا مسبوق، قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہتا ہے؛ لہٰذا موالات تکبیرات سے بچنے کے لیے بھی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیرات زوائد کہنا واجب ہوگا۔

قوله: "لئلا يتوالى التكبير": يعني: وتوالي التكبير ليس مذهب أحد (حاشية الحلبي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ۱: ۱۰۰، ألف، مخطوط).

قوله: "لئلا يتوالى التكبير": أي: لأنه إذا كبر قبل القراءة وقد كبر مع الإمام بعد القراءة لزم توالي التكبيرات في الركعتين، قال في البحر: ولم يقل به أحد من الصحابة إلخ (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ۳:، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ۵:، ۱۲۷، ت: الفرفور، ط: دمشق).

وجه الظاهر أن البداءة بالتكبير تؤدي إلى الموالاة بين التكبيرات، وهو خلاف الإجماع (غنية ذوي الأحكام، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ۱: ۱۴۳، ط: كراتشي).

ھ، و: علامہ یوسف بن عمر کادوریؒ نے مختصر القدوری کی شرح: جامع المضمرات والمشکلات میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے نقل فرمایا ہے کہ اگر امام، نماز عید کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد بھول کر قراءت شروع کردے اور قراءت سے فارغ ہونے کے بعد اُسے یاد آئے تو وہ قراءت کے بعد تکبیرات زوائد کہے گا۔ اور اگر رکوع میں یاد آئے تو سر اٹھانے سے پہلے رکوع ہی میں تکبیرات زوائد کہے گا اور (دونوں صورتوں میں) سجدہ سہو بھی کرے گا۔ قراءت کے بعد یا رکوع میں تکبیرات زوائد اس لیے کہے گا کہ تکبیرات زوائد واجب ہیں، پس یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص فرض کی پہلی ۲ رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول جائے تو وہ آخر کی ۲ رکعتوں میں ضم سورۃ کرے گا اور ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو بھی کرے گا؛ کیوں کہ فرض کی متعینہ طور پر پہلی ۲ رکعتوں میں ضم سورۃ واجب ہے۔ اور سجدہ سہو اس لیے واجب ہوگا کہ واجب کا ترک ہوا یا ادائے واجب میں تاخیر ہوئی۔ امام ابن ابی لیلی نے فرمایا کہ اگر سجدہ میں یاد آئے تو سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیرات زوائد کہے گا؛ کیوں کہ تکبیرات زوائد، رکعت کے واجبات میں سے ہیں اور سجدہ رکعت کا حصہ ہے۔ اور حضرت حسن بن زیاد نے فرمایا کہ قراءت شروع کرنے کے بعد تکبیرات زوائد نہیں کہی جائیں گی، تکبیرات زوائد کا وقت قراءت سے پہلے پہلے ہے۔ ان سب میں صحیح قول حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ہے؛ کیوں کہ تکبیرات زوائد واجب ہیں؛

لہٰذا اِن کا حکم قراءت کی طرح ہوگا۔

اور تقریباً یہی بات علامہ فرید الدین عالم بن العلاء اندر پتیؒ نے بھی فتاوی تاتارخانیہ میں الحجة کے حوالہ سے ذکر فرمائی ہے۔

معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک بھی تکبیرات زوائد کا پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے کہنا واجب ہے اور تاخیر کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا جیسا کہ ترک کی صورت میں واجب ہوتا ہے۔

قال أبو حنيفة رضي الله عنه: إذا نسي الإمام تكبيرات العيد حتى قرأ فإنه يكبر بعد القراءة و في الركوع ما لم يرفع رأسه ويسجد للسهو، أما التكبيرات فلأنها من الواجبات، فصار كقراءة السورة بعد الفاتحة في الأخريين إذا لم يقرأها في الأوليين، وأما السهو فلأنه ترك الواجب أو أخره. وقال ابن أبي ليلى رضي الله عنه: يكبر في السجود أيضا ما لم ينهض من تلك الركعة؛ لأن التكبيرات من الواجبات في الركعة، والسجدة من تمام الركعة. وقال أبويوسف رضي الله عنه: يكبر ما لم يركع، فإذا ركع لم يكبر بعد ذلك. وقال الحسن رضي الله عنه: إذا أخذ في القراءة لم يكبر، وقد ذهب وقته، والصحيح قول أبي حنيفة رضي الله عنه؛ لأنها واجبة، فصار حكمها كحكم القراءة (جامع المضمرات والمشكلات في شرح مختصر الإمام القدوريؒ، كتاب الصلاة، باب العيدين، ۲: ۱۷۴، ۱۷۵، ط: دار الكتب العلمية بيروت).

الحجة: قال أبو حنيفة رحمه الله: إذا نسي الإمام تكبيرات العيد حتى قرأ فإنه يكبر بعد القراءة و في الركوع ما لم يرفع رأسه ويسجد للسهو. وقال ابن أبي ليلى: يكبر في السجود أيضا ما لم ينهض من تلك الركعة. وقال أبويوسف: يكبر ما لم يركع، فإذا ركع لم يكبر بعد ذلك. وقال الحسن: إذا أخذ في القراءة لم يكبر، وقد ذهب وقته، والصحيح قول أبي حنيفة رضي الله عنه؛ لأنها واجبة، فصار حكمها كحكم القراءة (الفتاوى التاتار خانية، كتاب الصلاة، الفصل السادس والعشرون: شرائط العيد، ۲: ۶۰۸، ط: مكتبة زكريا ديوبند).

ز: بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدینؒ نے بھی رسائل الارکان میں اس مسئلے کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اخیر میں یہ فرمایا ہے کہ ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں تکبیرات زوائد کا ترک ہے اور بعض میں ان کی ادائیگی میں تاخیر۔

فإن سها عن تكبيرات الركعة الأولى كلها أو بعضها، وتذكر بعد قراءة الفاتحة يكبر ثم يعيد الفاتحة؛ لئلا يفوت الترتيب، وإن تذكر بعد قراءة السورة يكبر ولا يعيد القراءة؛ لأن القراءة قد تمت فلا يحتمل النقض. وإن سها عن تكبيرات الركعة الثانية كلها أو بعضها، وتذكر في الركوع يعود إلى القيام ويكبر؛ لأن الركوع قد وقع ولم يستحكم فوجب الرجوع، ثم يعيد الركوع لمحافظة ترتيب الركوع، وإن تذكر بعد الركوع لا يعود؛ لأن الركوع قد استحكم، ولا شرعية للتكبير بعد الركوع، ويسجد للسهو على التقادير كلها (رسائل الأركان لبحر العلوم، الرسالة الأولى في الصلاة، فصل في العيدين، بيان من أدرك صلاة العيد في الركوع، ص: ۱۲۱، ط: لكنؤ).

ح: حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے بھی اس طرح کی صورتوں میں سجدہ سہو کا حکم تحریر فرمایا ہے (دیکھئے: احسن الفتاوی، عنوان: نماز عید میں تکبیر چھوٹ گئی، ۴: ۱۲۶، مطبوعہ: ایچ، ایم، سعید، کراچی)۔

(۴): تاخیر واجب کی جس مقدار سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، وہ ادائیگی رکن کی مقدار ہے، یعنی: جتنی دیر میں (اطمینان کے ساتھ) رکوع یا سجدے کی تین تسبیحات کہی جا سکیں۔ اور اگر اس سے کم تاخیر ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

(احسن الفتاوی،۳:۳۹۹-۴۰۲،اور۴: ۳۰،مطبوعہ: ایچ،ایم،سعید،کراچی)۔

لترك واجب بتقديم أو تأخير إلخ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي عليه، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ٤٦٠، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

قوله: "لترك واجب": أي: من واجبات الصلاة الأصلية.......... ومن الواجب تقديم الفاتحة على السورة وأن لا يؤخر السورة عنها وأن لا يؤخر السورة عنها بمقدار أداء ركن فلو بدأ بآية من السورة ثم تذكر الفاتحة يقرؤها ويعيد السورة ويسجد للسهو لتأخير الواجب عن محله الخ ويسجد للسهو على كل حال لترك الواجب أو تأخيره (حاشية الطحطاوي على المراقي).

(وتقديم الفاتحة على) كل (السورة) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٢: ١٥١، ١٥٢، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٣: ١٩٦ - ١٩٨، ت: الفرفور، ط: دمشق).

قوله: "على كل السورة": حتى لو قرأ حرفاً من السورة ساهياً ثم تذكر يقرأ الفاتحة ثم السورة ويلزمه سجود السهو، بحر. وهل المراد بالحرف حقيقته أو الكلمة؟ يراجع. ثم رأيت في سهو البحر قال بعد ما مر: وقيده في فتح القدير بأن يكون مقدار ما يتأدى به ركن اهـ؛ لأن الظاهر أن العلة هي تأخير الابتداء بالفاتحة، والتأخير اليسير وهو ما دون ركن معفو عنه. تأمل، ثم رأيت صاحب الحلبة أيد ما بحثه شيخه في الفتح من القيد المذكور من الزيادة على التشهد في القعدة الأولى الموجبة للسهو بسبب تأخير القيام عن محله وأن غير واحد من المشايخ قدرها بمقدار أداء ركن (رد المحتار).

قوله: "وقدر الكثير ما يؤدى فيه ركن": أي: بسنته كما قيده في المنية، قال شارحها ابن أمير حاج: أي: بماله من السنة أي: بما هو مشروع فيه من الكمال السني كالتسبيحات في الركوع والسجود مثلاً وهو تقييد غريب ووجهه قريب، ولم أقف على على التقييد بكونه قصيراً أو طويلاً اهـ. أي: تقييد الركن أي: هل المراد منه قدر ركن طويل بسنته كالقعود الأخير أو القيام المشتمل على قراء ة المسنون أو قدر ركن قصير كالركوع أو السجود بسنته أي: قدر ثلاث تسبيحات اهـ، فأفاد أن المراد أقصر ركن، وكأنه لأنه الأحوط، والله أعلم (منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١: ٤٧٣، ٤٧٤، ط: دار الكتب العلمية بيروت).

(۵): نمازعیدین اگراس قدر مجمع نہ ہو کہ سجدہ سہو کی صورت میں مقتدیوں میں تشویش اوراُن کی نمازوں کے فساد کا اندیشہ ہو؛ بلکہ مختصر مجمع ہوجیسا کہ ابھی لاک ڈاؤن میں جوعید گذری،اس میں نمازعید کی مختصر مختصر جماعتیں ہی ہوئیں تو ایسی صورت میں اگر کوئی موجب سہو چیز پیش آجائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا (فتاوی دارالعلوم دیوبند،مسائل نمازعید،۵:۲۰۴،جواب سوال: ۲۲۳۹،مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم دیوبند،فتاوی محمودیہ،۷:۴۵۵-۴۵۷،جواب سوال:۳۵۴۶،۳۵۴۷،مطبوعہ:ادارہ صدیق،ڈابھیل)۔

(والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء)، والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر وأقره المصنف، وبه جزم في الدرر (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢: ٥٦٠، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٤: ٥١٧، ٥١٨، ت: الفرفور، ط: دمشق).

قوله: "عدمه في الأوليين": .....وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه؛ بل الأولى تركه؛ لئلا يقع الناس في فتنة اهـ، قوله: "وبه جزم في الدرر": **لكنه قيده محشيها الواني بما إذا حضر جمع كثير وإلا فلا داعي إلى الترك**، ط (رد المحتار).

قـولـه: "بـكثرة الجماعة": الباء للسببية، وهي متعلقة بقوله: "للفتنة"، **وأخذ العلامة الواني من هذه السببية أن عـدم السـجـود مـقيـد بـمـا إذا حـضـر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك، وهو التشويش** اهـ (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ٤٦٦، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

(٦): احناف کے نزدیک نماز عید میں موالاۃ بین القراءتین مستحب ہے، یعنی: نماز عید کی دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت کے بعد کہنا مستحب ہے؛ تاکہ دونوں رکعتوں کی قراءت کے درمیان تسلسل ہو، تکبیرات زوائد کے ذریعے فصل نہ ہو۔اور اگر کسی نے دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہہ دیں تو یہ خلاف مستحب ہے اگر چہ جائز ہے۔

قوله: "ويوالي ندبا بين القراءتين": أي: بأن يكبر في الركعة الثانية بعد القراءة لتكون قراءتها تالية لقراءة الركعة الأولى، أما لو كبر في الثانية قبل القراءة أيضاً كما يقول ابن عباسؓ يكون التكبير فاصلاً بين القراءتين، وأشار بقوله: "ندباً": إلى أنه لو كبر في أول كل ركعة جاز؛ لأن الخلاف في الأولوية كما مر عن البحر (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ٣: ٥٥، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٥: ١٢٤، ت: الفرفور، ط: دمشق).

قوله: "ويوالي ندبا بين القراءتين": أي: بأن يكبر في الركعة الثانية بعد القراءة لتكون قراءتها تالية لقراءة الركعة الأولى (سراج الأنوار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ١: ٤١١، مخطوط).

(فإذا قام للثانية ابتدأ بالبسملة ثم بالفاتحة ثم بالسورة) ليوالي بين القراءتين، وهو الأفضل عندنا ...... **(ثم يكبر)** الإمام والقوم **(تكبيرات الزوائد ثلاثاً ويرفع يديه)** الإمام والقوم **(فيها كما في)** الركعة **(الأولى، وهذا)** الفعل، وهو الموالاة بين القراءتين والتكبير ثلاثاً في كل ركعة **(أولى)** من زيادة التكبير على الثلاث في كل ركعة و **(من تقديم تكبيرات الزوائد في الركعة الثانية على القراءة)** .... **(فإن قدم التكبيرات) في الركعة الثانية (على القراءة جاز)؛ لأن الخلاف في الأولوية لا في الجواز وعدمه** (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي عليه، كتاب الصلاة، باب أحكام العيدين الخ، ص: ٥٣٣، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

ونحوه في إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح (ص: ٥٤٥، ٥٤٦، ت: بشار بكري عرابي).

(۷،۸): موالاۃ بین القراءتین کی خلاف ورزی یہ ہے کہ نماز عید کی دوسری رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہی جائیں۔اور اگر پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت کے بعد کہی جائیں تو یہ خلاف مستحب سے بڑھ کر موجب سجدہ سہو ہے؛ کیوں کہ پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا واجب ہے جیسا کہ ماقبل میں سوال: ۲ اور ۳ کے جواب میں تفصیل کے ساتھ گذرا۔نیز درج ذیل دلائل سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے:

الف: علامہ شامیؒ نے رد المحتار میں موالاۃ بین القراءتین کی جو صورت تحریر فرمائی ہے، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ موالاۃ بین القراءتین کے استحباب کا بنیادی تعلق صرف دوسری رکعت سے ہے، پہلی رکعت سے نہیں، پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے ہی کہی جائیں گی۔

قوله: "ويوالي ندبا بين القراءتين": أي: بأن يكبر في الركعة الثانية بعد القراءة لتكون قراءتها تالية لقراءة الركعة الأولى، أما لو كبر في الثانية قبل القراءة أيضاً كما يقول ابن عباسؓ يكون التكبير فاصلاً بين القراءتين، وأشار بقوله: "ندباً": إلى أنه لو كبر في أول كل ركعة جاز؛ لأن الخلاف في الأولوية كما مر عن البحر (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ٣: ٥٥، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٥: ١٢٤، ت: الفرفور، ط: دمشق).

ب: علامہ شرنبلالیؒ نے بھی نور الایضاح وغیرہ موالاۃ بین القراءتین کی خلاف ورزی کی جو صورت تحریر فرمائی ہے، وہ

صرف دوسری رکعت سے متعلق ہے۔

(فإذا قام للثانية ابتدأ بالبسملة ثم بالفاتحة ثم بالسورة) ليوالي بين القراءتين، وهو الأفضل عندنا ......**(ثم يكبر)** الإمام والقوم **(تكبيرات الزوائد ثلاثاً ويرفع يديه)** الإمام والقوم **(فيها كما في)** الركعة **(الأولى، وهذا)** الفعل، وهو الموالاة بين القراءتين والتكبير ثلاثاً في كل ركعة **(أولى)** من زيادة التكبير على الثلاث في كل ركعة و **(من تقديم تكبيرات الزوائد في الركعة الثانية على القراءة)** ....**(فإن قدم التكبيرات)** في الركعة الثانية **(على القراءة جاز)**؛لأن الخلاف في الأولوية لا في الجواز وعدمه (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب أحكام العيدين الخ، ص: ٥٣٣، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

ونحوه في إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح (ص: ٥٤٥، ٥٤٦، ت: بشار بكري عرابي).

ج: نیز علامہ شرنبلالیؒ نے غنیۃ ذوی الأحکام میں یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تکبیرات زوائد کے باب میں امام شافعیؒ کے قول پر عمل کرے تو جائز ہے؛ کیوں کہ اختلاف اولویت کا ہے، جواز، عدم جواز کا نہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک (؛ بلکہ حضرت امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی) دونوں رکعتوں میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہی جائیں گی جیسا کہ تحفۃ المحتاج وغیرہ میں ہے۔ پس حضرت امام شافعیؒ کے قول پر عمل کا مطلب یہی ہوگا کہ پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت میں بھی تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہی جائیں۔

قوله: "وهي ثلاث في كل ركعة":أقول: لو كبر كما يقول الشافعيؒ جاز والخلاف في الأولوية (غنية ذوي الأحكام في بغية درر الحكام، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ١: ١٤٣، ط: كراتشي).

ولو ترك الموالاة بين القراءتين كالشافعي، والخلاف في الأولوية لا الجواز كما في البحر (المصدر السابق).

(ثم يأتي بدعاء الافتتاح) كغيرها **(ثم سبع تكبيرات)** غير تكبيرة الإحرام قبل القراءة للخبر الصحيح فيه،............... **(ويكبر في الثانية)** بعد تكبيرة القيام (خمساً) بالصيغة السابقة **(قبل)** التعوذ السابق على **(القراءة)** للخبر الصحيح فيه أيضاً (تحفة المحتاج بشرح المنهاج مع حواشي الشرواني والعبادي، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ١: ٤١، ٤٢، ط:مطبعة مصطفى محمد، مصر).

د: علامہ سید احمد طحطاویؒ نے حاشیہ درمختار میں ویوالي ندبا کی تشریح کے ذیل میں البحر الرائق کے حوالہ سے محیط کا وہ جزئیہ نقل فرمایا ہے، جو اوپر سوال: ۲ اور ۳ کے جواب میں علامہ شامیؒ کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے بھی بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوفؒ کے نزدیک بھی استحباب موالات کا بنیادی تعلق صرف دوسری رکعت سے ہے، پہلی رکعت سے نہیں اور پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا واجب ہے؛ کیوں کہ اگر پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنا صرف مستحب ہوتا تو قراءت شروع کرنے کے بعد اُسے چھوڑ کر تکبیرات زوائد کہنے کا حکم نہ ہوتا؛ بلکہ ایسی صورت میں قراءت کے بعد اور رکوع سے پہلے تکبیرات زوائد کہہ لی جاتیں۔

قوله: "ويوالي ندبا": فلو لم يوال فاته المستحب. ولو بدأ بالقراءة سهواً ثم تذكر فإن فرغ من قراءة الفاتحة والسورة يمضي في صلاته، وإن لم يقرأ إلا الفاتحة كبر وأعاد القراءة لزوما؛ لأن القراءة إذا لم تتم كان امتناعا عن الإتمام لا رفضا للفرض، بحر (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ١: ٣٥٤، ط: مكتبة الاتحاد، ديوبند).

(۹): علامہ سید احمد طحطاویؒ نے حاشیہ مراقی الفلاح میں عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد قراءت سے پہلے کہنے کو جو مستحب قرار دیا ہے، یہ اُن فقہی دلائل اور تصریحات کے خلاف ہیں، جو ماقبل میں سوال: ۲، ۳، ۵، ۶ اور ۷ کے جواب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئیں اور اُن میں علامہ موصوفؒ کے حاشیہ درمختار سے خود علامہ موصوفؒ کا بھی موقف نقل کیا گیا ہے؛ اس لیے علامہ موصوفؒ کا یہ دوسرا موقف محل نظر ہے۔ **فقط و اللہ تعالی أعلم۔**

(محمد نعمان سیتاپوری غفرلہٗ)

۹/۱۰/۱۴۴۱ھ = ۲/۶/۲۰۲۰ء، سہ شنبہ

الجواب صحیح
محمود حسن غفرلہ
بلند شہری
۱۰/۱۰/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح
حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
۱۰/۱۰/۱۴۴۱ھ